

مدرسه عالی فقه و معارف اسلامی

ترجمه کتاب «چالش‌های فکری نظریه ولايت فقیه» تالیف مصطفی جعفر پیشه به زبان اردو

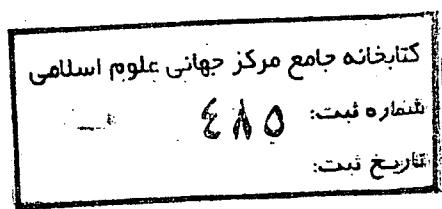
برای دریافت درجه کارشناسی ارشد
ذر رشته فقه و معارف اسلامی

گرایش؛ فقه و اصول

نگارش؛ محسن رضا جعفری

استاد راهنمای حجۃ الاسلام و المسلمین کلب صادق اسدی

استاد مشاور؛ حجۃ الاسلام و المسلمین سید شجاعت حسین رضوی



مسئولیت مطالب مندرج در این پایان نامه، به عهده نویسنده می باشد.

هرگونه استفاده از این پایان نامه با ذکر منبع، بلاشکال است و نشر آن در داخل کشور منوط به اخذ مجوز از مرکز جهانی علوم اسلامی است.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تقدير وتشكر

”من لم يشكر المخلوق لم يشكر الخالق“

بنده از همه فضلاء، علماء واساتيد که
اینجانب رادرامر ترجمه ياري نمودند تقدير
وتشكر می نمایم. بالاخص از اساتيد محترم
راهنما و مشاور و مؤلف کتاب حاضر که از راهنمودهای
مفید خودشان بنده را مورد لطف مدام خودقرار داده اند و از
همه بيشتر بایداز مسئولين محترم مرکز جهانی علوم اسلامی
تشكر و قدردانی کنم که اين برنامه خوب و مفيد پایان نامه را جراء
فرموده و قلم بدست طلاب عزيز داده اند و بنده براین باورم که طلاب
گرامی و ارجمند تا آخر عمر مبارکشان هر تحقیق و
ترجمه ای را که انجام خواهند داد مسئولین محترم در
ثواب آن شريک خواهند بود در آخر از خداوند
عزوّجَل توفيق فراوان برای همه طلاب
اساتيد و مسئولين محترم
مسئلت می نمایم.



تقدیم

بندہ این ہدیہ ناچیز رادر خدمت

صدیقة طاهرة بضعة رسول (ص)

شفیعہ محسن حضرت فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا)

وارواح پاک ائمہ طاہرین (علیہم السلام)

تقدیم می نہایم.

چکیده مطالب

این کتاب، به بررسی چالش‌های نظری و علمی نظریه "ولایت انتصابی فقیه" می‌پردازد. اهمیت این بررسی، از آن رواست که اگر این چالش‌ها بی‌پاسخ بمانند و چنان که عده‌ای مدعی اند، اگر ثابت شود که نظریه ولایت فقیه، نظریه‌ای تناقض‌نما و غیر منطقی و یا ثبوت‌محال است، نوبت به گفتمان درباره ادلّه اثباتی این نظریه و سایر شاخه‌های آن نخواهد رسید.

نظریه مذبور که مبنای جمهوری اسلامی و اندیشه سیاسی بنیان‌گذار، فقید آن به حساب می‌آید، از سه مفهوم اساسی "ولایت" "انتصاب" "فقیه" شکل می‌گیرد. پرسش‌های مربوط این نظریه را، می‌توان با یکی از این سه مفهوم مرتبط دانست. با صرف نظر از پاره‌ای شباهات درباره ولایت فقیه که نشانه‌گیری خود را متوجه ادلّه ولایت فقیه می‌کنند، این نظریه با سه نوع انتقاد روبرو است:

۱- انتقادهایی از مفهوم ولایت.

۲- انتقادهایی از مفهوم انتصاب.

۳- انتقادهایی از مفهوم فقایه.

این انتقادهای درسی بخش مجزا بیان کرده است:

در بخش نخست از انتقادهای شباهه‌های مختلف درباره مفهوم ولایت مطرح شده است:

تحقیق ناپذیر بودن نظام مبتنی بر ولایت؛ نامعقول بودن و تناقض نمابودن ولایت و جمهوریت؛ محال

وغير عقلائي بودن انتخاب "ولي" از سوی "مولى عليه"؛ ولايت به مثابة مالكيت. وجه مشترك همه آنها، نامعقول دانستن نظام مبتنی بر ولايت است.

بخش دوم با ارائه چالش های فکري مفهوم "انتساب" آغاز شده است. در ارتباط با مفهوم "انتساب" دو انتقاد مهم مطرح است: انتقاد يکم، بر اين نكته انگشت می گمارد که "اگر حکومتی، مشروعیت را از بالا گرفته باشد و بانصب و تعیین الهی، استقرار یابد، چنین نظامی، غیر معقول و برخلاف دست آور دهای بشریت در جهان معاصر است؛ زیرا در آن، تنها، حقوق یک طرفه مطرح می شود، و مردم هیچ نقشی در آن ایفानمی کنند و در نتیجه، چنین نظامی، دیکتاتوری و استبدادی و سلطنتی خواهد بود و مقوله نظارت - که اساس نظام های دمکراتیک امروزی است و از ابزارهای مفید در تحدید قدرت به شمار می آید - در چنین نظامی، بی مفهوم است، و اعتقاد به آن، تنافض نما و یک پارادکس است". پس از ارائه این انتقادها و تبیین ادلية آن ها، به بررسی آنها پرداخته و ضمن ارائه مؤلفه های نظام دیکتاتوری و سلطنتی، آنها را با مؤلفه های نظام و لايت فقیه مقایسه کرده است و سپس به بررسی جامع تری از مقوله نظارت و امکان آن در نظام و لايت فقیه پرداخته است.

انتقاد دوم؛ از این جانشایت می گيرد که انتساب مطرح در ولايت فقیه، به شکل نصب عام است. و "نصب عام" ثبوتاً، مقوله ای محال و متناقض است و از شارع حکیم، صادر نشدنی است. در بخش سوم؛ به بررسی شباهتی در باره فقه و فقاهت پرداختند. اهمیت این بخش، در این است که تفاوت عمده و اصلی نظریه و لايت فقیه با دیگر نظام های سیاسی، در واژه‌ی "فقیه" نهفته شده است. بخشی از پرسش های گروه نخست، چنین است: "چرا از تمام اقتدار مردم و تخصص های گوناگون، فقط فقیه باید حاکم سیاسی باشد؟"؛ "فقیه با آن که، تنها شخصی اش، استنباط احکام شرعی است، چگونه می تواند در مسئولیت سیاست مداری ایفای نقش کند؟"

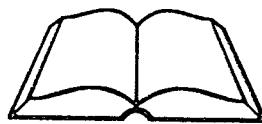
پرسش هایی که در گروه دوم، قابل طرح است، چنین است: "در نظریه و لايت فقیه، منظور از فقه، چیست و کدامین فقه است که فقیه آن، ولايت دارد؟"؛ این فقه، چه خصوصیتی دارد؟"؛ "منابع و مبانی آن کدامند؟"؛ "عناصر تشکیل دهنده آن، چه عناصری است؟"؛ "قضایی فقهی، چه نوع قضایی ای است؟"؛ "تفاوت قضایی فقهی با اخلاقی با حقوقی، در چیست؟"؛ "آیا منظور از فقه، فقه همه مذاهب اسلامی است یا تنها فقه اهل بیت (علیهم السلام)؟"

در بخش سوم از "دفتر چالش های نظری" این گونه پرسشها در قالب سه شبهه، مورد ارزیابی

قرار گرفته است:

- ۱- تعاندو تنافی و لایت فقیه و سیاست مداری: در این شبهه با چهار برها ن ثابت شده است که این دو مقوله با هم متمایز و متنافرند.
- ۲- متخصص نبودن فقیهان در حرفه سیاست مداری: با توجه به آنکه بخشندهای اساسی این شبهه، در پاسخ شبهه نخست آمده است. با ارجاع به آن جا، پاسخ این شبهه، مختصرآورده ند.
- ۳- کارآمدی فقه برای مدیریت در عصر مدرنیسم؛ در بررسی این شبهه، به بررسی زوایای گوناگون فقه و نقش این دانش در سعادت دنیوی و اخروی انسان و انتظار از فقه و نسبت میان مدیریت علمی و فقهی پرداخته اند.





فہرست

.....	بیش لفظ
۵.....	مقدمہ
۱۷.....	مؤلف محترم کے مختصر حالات زندگی
.....	پہلا باب
۲۲.....	نظام ولایت کا غیر معقول ہونا
۲۲.....	۱۔ نظام ولایت واقع نہیں ہو سکتا
۲۳.....	۲۔ ناقابل حل اور غیر معقول معتما (جمہوریت اور ولایت)
۲۲.....	۳۔ ”مولیٰ علیہ“ کی طرف سے ”ولی“ کی تعین کا غیر معقول ہونا
۲۲.....	۴۔ ولایت یعنی مالکیت

۲۵.....	۵۔ ولایت کا لازمہ عدم مساوات اور خصوصی حق کا حامل ہونا
۲۶.....	تبصرہ اور تنقید
۲۷.....	لفظ ولایت کی تخلیل اور وضاحت
۲۸.....	ولایت کا الغوی اور عرفی مفہوم
۳۰.....	کتاب و سنت میں ولایت
۳۲.....	نقد میں ولایت (ولایت فقہی اور شرعی کی تحقیق)
۳۶.....	پہلا نجور
۳۸.....	ولایت شرعی کی اصل حقیقت
۴۰.....	ولایت فقیر کے مفہوم پر ایک نظر
۴۲.....	تنقیدات کی تفصیلی تحقیق
۴۶.....	جمهوریت و ولایت نا قابل حل معمماً کی تحقیق
۴۷.....	مولیٰ علیہ کی طرف سے ولی کی تعین کے غیر معقول ہونے کی تحقیق
۴۸.....	ولایت اور مالکیت کی تحقیق
۴۹.....	عدم مساوات اور خصوصی حق سے بہرہ مندی کی تحقیق
۵۰.....	حکومت اور ولایت کے درمیان منطقی نسبت کی تحقیق

دوسرے اب

۵۶.....	مفہوم انصاب سے متعلق نظریاتی مشکلات
۵۶.....	پہلا حصہ: ولایت فقیر اور آمریت

۵۷.....	۱۔ ولایت نقیہ اور آمریت
۵۷.....	۲۔ ولایت فقید اور سلطنت
۵۸.....	۳۔ الہی تقریر اور عوام کی نگرانی کا باہمی مکارا۔
۵۹.....	تلقید اور تحقیق
۶۰.....	۱۔ آمریت (سلطان العنان حکومت)
۶۳.....	۲۔ سلطنت و استبداد
۶۶.....	۳۔ انصاب اور نگرانی کا تناقض
۶۷.....	مقدمات کے استدلال کی تحقیق
۶۷.....	دوسرے مقدمہ کی تحقیق
۶۹.....	تیسرا مقدمہ کی تحقیق
۷۱.....	چوتھے مقدمہ کی تحقیق
۷۱.....	پانچویں مقدمہ کی تحقیق
۷۷.....	الف: حق نگرانی کے اثبات کی عقلی دلیل
۷۸.....	ب: اسلامی نظام میں حکومت اور عوام کے تقابی حقوق
۸۱.....	ج: مسلمان راہنماؤں کا اخلاص
۸۲.....	نویں مقدمہ کی تحقیق
۸۹.....	شبہ نگرانی کا تاریخی پس منظر
۹۰.....	دوسری حصہ: تقریر عام کے محال ہونے سے متعلق مختلف بیانات
۹۴.....	گفتگو کے سابقہ پر ایک نظر

۹۵.....	تقریر عام کے مجال ہونے سے متعلق جوابات
۹۸.....	۱۔ شورائی رہبری کی تحقیق
۹۳.....	۲۔ تحریر جمعی (جس کو چاہے منتخب کرے)
۱۰۳.....	نظریہ تحریر جمعی (جمہوریت) کی تحقیق
۱۰۴.....	۳۔ نظریہ تزاحم
۱۰۶.....	نظریہ تزاحم کی تحقیق
۱۰۷.....	۴۔ وصف بیان کر کے تعین کرنے کا نظریہ (نظریہ تعین تو صفحی)
۱۰۹.....	بیان اوصاف کے ذریعہ نظریہ تعین کی تحقیق
۱۱۱.....	۵۔ نظریہ ولایت فقیدہ صلح (زیادہ صلاحیت رکھنے والا فقیدہ حکمران)
۱۱۳.....	نظریہ ولایت فقیدہ صلح کی تحقیق
۱۱۵.....	۶۔ وجوب کفائی کا نظریہ
۱۱۶.....	چھٹے نظریہ کے مقدمات
۱۱۹.....	۷۔ اجراء ولایت کے وجوب کفائی نظریہ ہونے کی تکمیل
۱۲۲.....	دوسوال

تیسرا باب

۱۲۸.....	مفہوم فتو و فتاہت سے متعلق اختلافات
۱۳۰.....	تعمید اور تحقیق
۱۳۳.....	پہلی دلیل کی تحقیق

۱۳۰	دوسری دلیل تحقیق
۱۳۲	تیسرا دلیل کی تحقیق
۱۳۵	چوتھی دلیل کی تحقیق
۱۵۲	فقہ اہلسنت کا فقہ ابلیث سے تقابی جائزہ
۱۶۲	دنیا کے نظم اور راہ آخرت میں فقہ اہل بیتؑ کا کردار
۱۶۹	ظاہر و باطن شریعت کا باہمی رابطہ
۱۷۱	فقہ اور رہبانیت
۱۷۲	فقہی اور سائنسی حاکیت کے باہمی رابطہ کی وضاحت
۱۷۷	سائنسی حاکیت
۱۷۸	احتمال اول کی تحقیق (حقوق کی پیدائش میں سائنس اور اس کا کردار)
۱۸۱	دوسرا احتمال (سائنس اور حاکیت و رہبری میں اس کا کردار)
۱۸۳	تیسرا احتمال: تو انین کے اجراء میں سائنس کا کردار

خلاصہ

۱۹۳	فقہ میں ولایت (ولایت فقہی اور شرعی کی تحقیق)
۱۹۴	مولیٰ علیہ کی طرف سے ولی کی تعین کے غیر معقول ہونے کی تحقیق
۱۹۵	مفہوم انتساب سے متعلق نظریاتی مشکلات
۱۹۵	مقدمات کے استدلال کی تحقیق
۱۹۶	تقریر عام کے حال ہونے سے متعلق جوابات
۱۹۷	اجراء ولایت کے لئے وجوب کفائی کا نظریہ

۱۹۸.....	مفہوم فقہ و فقاہت سے متعلق اختلافات
۱۹۹.....	فقہ اہلسنت کا فقہ اہلیت سے تقابلی جائزہ
۲۰۰.....	دنیا کے نظم اور راہ آخرت میں فقہ اہل بیتؑ کا کردار
۲۰۱.....	فقہی اور سائنسی حاکمیت کے باہمی رابطہ کی وضاحت
۲۰۲.....	ظاہر و باطن شریعت کا باہمی رابطہ
۲۰۳.....	حاکمیت کے میدان میں فقہ و سائنس کا باہمی تعلق
	فہرست منابع

پیش لفظ

۱۳۲۲ء میں ظالمانہ پہلوی نظام کے خلاف روحانیت کی قیادت میں تحریک کا چلنا اور اس میں امام حنفیؓ کا اہم کردار اور مختلف علاقوں میں وہاں کے عوام کے ایثار اور قربانی کی وجہ سے آخر کار بہمن ۱۳۵۸ء میں کامیابی مقدر بن گئی اور یقیناً یہ ایسا عظیم اور دینی انقلاب تھا کہ جس میں اسلام کی مقدس حدود کا دفاع تھا۔ اس حیرت انگیز کامیابی کے بعد ایران اور اسلامی دنیا میں یعنی فکر پیدا ہوئی کہ ایک جامع الشرائع فقیہ کی رہبری و قیادت میں ایمان اور عوام کے مل بوتے پر بغیر جنگی اسلحہ کے بھی ظالم اور طاقتور توں پر کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس معجزانہ اور تجуб انگیز کامیابی کے ساتھ اسلام کی طاقت، ایمان کا استحکام اور دینی قیادت کا نیا ایام کردار اور روحانیت کا معنوی اثر و سوخ سب پر واضح ہو گیا۔ جیسا کہ اکثر علاقوں کے لوگ، یونیورسٹیوں سے وابستہ، ثقافتی دکاندار، اداروں میں کام کرنے والے، مزدور، کسان، شہری اور دیہاتی زندگی برقرار نے والے تھے ان میں پرانا دینِ طلبی کا جذبہ موجود تھا لہذا انہیات ہی شوق و عشق سے اسلامی حکومت اور اس کے نورانی احکام و قوانین کے اجراء کے خواہشمند ہوئے۔

امام حنفیؓ جو اس زمانے میں عملی طور پر ولایت فقیہ کے عہدہ پر موجود تھے اور عوام کی بھاری اکثریت ان کو تبول کر چکی تھی انہوں نے عوام پر چھوڑ دیا کہ جس طرح کی حکومت وہ بنانا چاہیں، بیانیں اور ”اسلامی جمہوریہ“ کی تجویز ان کو پیش کر دی اور آخر کار (۱۳۵۸ء/۱۹۷۸ء نیصد) کی بھاری اکثریت نے اسلامی جمہوریہ ایران کو ووٹ دے کر اپنے ایمانی

وانسانی جذبہ کا ثبوت فراہم کر دیا۔

اس کے بعد اساسی قانون کو تیار کرنا لازم ہو گیا اور اس کی تدوین میں ماہر افراد کی ضرورت تھی کہ جو قانونی اور اسلامی مسائل میں مکمل و مترسی رکھنے والے ہوں اور ان کا انتخاب عوام پر چھوڑ دیا گیا۔ لہذا موئونہ (۱۲۵/۵۸) میں عوام نے ایک عام انتخاب میں شرکت کی اور اکثریت رائے و تی کے ساتھ قانون اور اسلام شناس ۲۷ افراد کو منتخب کر لیا۔ اساتی قانون کی مجلس خبرگان بنی اور اس کے اراکین مکمل لگن اور دلچسپی سے اپنے کام میں مشغول ہو گئے جنہوں نے امام خمینیؑ اور دوسرے صاحب نظر افراد کی راہنمائیوں اور تجاویز سے استفادہ کرتے ہوئے تقریباً تین ماه کے عرصہ میں اساسی قانون کے متن کو تدوین کر لیا پھر اس کی منظوری عوام پر چھوڑ دی گئی اور بتاریخ (۱۲۹۱/۵۸) ریفارڈم میں ایک اکثریت کے ذریعے تقریباً ۵۷ نیصد کی کامیابی کے ساتھ منظور ہو گیا اور امام خمینیؑ نے بھی اس کی تائید کر دی۔ اس طرح اسلامی جمہوریہ ایران نے اس بنیاد پر عملی صورت اختیار کی کہ جس میں قرآن و سنت پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آله وسلم) اور مکتب اہل بیتؑ سے الہام لیتے ہوئے ان کی تعلیمات کی روشنی میں حکومت نے عملی اقدامات شروع کئے۔

اساسی قانون کے منظور ہونے کے ساتھ حکومت کی کیفیت، اس کے مقاصد اور اراکین نے قانونی حیثیت اختیار کر لی وی فقیہ اور مجتهد جامع الشرائط کی ولایت و سرپرستی کو بھی قانونی حیثیت حاصل ہو گئی۔

اساسی قانون کی تیاری، تدوین اور منظوری کے مختلف مراحل بڑی تیزی سے انجام پائے کیونکہ اسلامی جمہوریہ ایران کے نظامی گروہوں کو اتنی تیزی سے ہی تیناتی کی ضرورت تھی خصوصاً امام خمینیؑ کی گہرائی، بصیرت آمیز اور پختہ راہنماؤں نے اس کی جلدی پر بہت زور دیا لیکن اس بات کی طرف توجہ کرتے ہوئے کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آله وسلم) اور علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی حکومت کے بعد یہ پہلی باقاعدہ قانونی حکومت تھی کہ جو شیعہ مبانی کے مطابق معرض وجود میں آئی کہ جس میں ولی فقیہ کی وسیع حکمرانی اور سیاسی معاشرتی قوانین و احکام کو اجرا کرنے کے لئے کوئی پہلے سے عملی نمونہ نہیں تھا اور نہ ہی تجربہ کیا گیا تھا لہذا ادنیٰ نظام اسلام کے سیاسی فلسفہ اور خصوصاً ولایت فقیہ سے متعلق مسائل بھی کچھ زیادہ وقت نظر سے تدوین نہیں ہوئے تھے اس لئے یہ بہت ضروری تھا کہ اسلامی حکومت کے قیام کے بعد اسلام کے سیاسی فلسفہ سے متعلق مسائل پر وسیع اور گہری تحقیق کی جائے اور محققین اور ماہر افراد اس تحقیقاتی کام کو انجام دیں۔

یہ بھاری زندہ داری کہ جس پر اسلامی نظام کے استحکام کا انحصار تھا، تاریخ زندہ دار، اہل علم، نقشبندیہ اور اسلام شناس لوگوں کے پروردگری گئی اور بہت ہی مناسب تھا کہ دینی مرکز خصوصاً حوزہ علمیہ قم اس اہم ترین کام میں قدم بڑھاتے اور یونیورسٹی کے ماہر

و تجربہ کار دانشوروں اور اسائید کو دعوت دے کر تمام موضوعات اور اسلامی نظام اور اسلام کے سیاسی فلسفہ سے مربوط مسائل پر گہری تحقیقات کا سلسلہ شروع کرتے۔

لیکن افسوس ہے کہ اس میں بہت کوتا ہی ہوئی البتہ اس دورے آج تک کچھ کام انجام پائے ہیں مفید کتب کو تیار کر کے چھاپا گیا ہے لیکن جہاں افرادی طور پر یہ کام ہونا چاہیے تھا اس میں ایک طرح کی گیری اور گلی تحقیقات کی کمی باقی ہے۔ لہذا اس ضرورت اور مقام معظم رہبری حضرت آیت اللہ العظمی خامنہ ای مدظلہ العالی کی بار بار تاکید کی جس سے مجلس خبرگان رہبری نے ۱۴۰۱/۱۱/۲۸ کے اجال اس میں ان تحقیقات کو انجام دینے کی ذمہ داری مجلس خبرگان کے سیکرٹری آفس کے کاندھوں پر ڈالی کہ جس کی ذمہ داریوں کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ:

”اسلامی حکومت اور خصوصاً ولایت فقیرے سے متعلق تحقیق و تجویز کرنا اور اس کو مناسب صورتوں میں شائع کرنا۔“

سیکرٹری آفس نے مقدمات مہیا کرنے کے بعد کام شروع کر دیا اس بہت بڑی ذمہ داری سے اس کام کو بینجا یا کہ جن میں سے اہم ترین یہ ہے۔

سیاسی فلسفہ اسلام اور خصوصاً ولایت فقیرے کے موضوعات اور مختلف مسائل میں تحقیق ابتداء میں ایسے موضوعات کی فہرست تیار کی گئی کہ جن کے بارے میں تحقیق کرنے کی ضرورت تھی اس کے لئے تحقیقین اور اہل علم افراد کو دعوت دی گئی کہ جس میں کچھ افراد نے ہماری دعوت کو قبول کیا اور تحقیق کی تجویز کو قبول کر کے اپنا کام شروع کر دیا۔ اگر ہر ایک موضوع میں بلا واسطہ ذمہ داری ایک ہی شخص کے کاندھے پر ہوتی اس لئے کہ دوسرے اہل علم اور مفکرین کی تجویز سے بھی فائدہ اٹھایا جاتا تو اس کو ایک گروہ کی تحقیق بھی کہا جا سکتا ہے اور تحقیقی کام اس طرح انجام پاتا ہے۔

۱۔ تحقیق تمام مراحل میں استاد مشاور اور راہنماء کی رائے سے استفادہ کرتا ہے۔

۲۔ محقق نے جو مطالب لکھے ہوتے ہیں وہ صاحب نظر دانشوروں کو دیئے جاتے ہیں تاکہ اس کو مطالعہ کر کے اپنی نظر کا اظہار کر سیکرٹری اور اس کی تحقیقاتی مرکز بھائیں مسکول بھی ان تمام مراحل تحقیق میں تحریک سے نگرانی رکھتے ہیں۔

۳۔ سیکرٹری اور اس کی تحقیقاتی مرکز بھائیں اس پر بحث اور تقدیم کی جاتی ہے۔

۴۔ سیکرٹری کی طرف سے انجام پائی گئی ابحاث و تحقیقات کے نتائج اور موجودہ لکھے ہوئے تحقیقی کاغذات سے مؤلف و تحقیق استفادہ کرتا ہے۔

لیکن اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ محقق اپنی تحقیقات میں پوری طرح آزاد ہے اور دوسروں کی پیش کی ہوئی تجویز کو برداشت کارلانے کا پابند نہیں ہے اس لئے ان مطالب کے صحیح یا غلط ہونے کی ذمہ داری بھی اس کی گردن پر ہوگی۔

یہ کتاب جو آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے یہ ایک تحقیق ہے جو حوزہ علمیہ قم کے ایک فاضل عالم جنتہ الاسلام والمسالیم آقائی مصطفیٰ بن عفر پیغمبر کی مختتوں کا نتیجہ ہے۔ اس تحقیق میں زیادہ تر ان سوالات اور شہبات کے جواب دینے گئے ہیں جو ولایت فتحیہ پر کئے گئے ہیں، اس لحاظ سے کہ یہ فقط شیعہ فتحیہ کا حکومت کے بارے میں راجح نظر ہے ایسے سوالات اور شہبات تقریباً اسلامی انقلاب کے ان چند سالوں کے بعد متفکرین کی توجہ کا مرکز بنے اور علمی جلسوں میں اس کو زیر بحث لایا گیا۔ مولف محترم نے مورد بحث سوالات اور شہبات کو تین بابوں میں تحقیق کیا ہے۔

ابتداء میں جو چچھے مفہوم و لایت سے مربوط ہے وہ ذکر کیا گیا ہے اور اس باب میں جوانہ ثابت کے موضوع سے مربوط ہے اس کو زیر بحث لایا گیا ہے اور آخر میں بھی فتحیہ حاکیت اور وہ شہبات جو سائنسی حاکیت کے ساتھ سازگار ہیں یا نہیں، بیان کرتے ہوئے ان کا تجزیہ تحلیل کی گئی ہے۔

ضروری سمجھتا ہوں کہ مولف محترم کی زحمتوں اور مختتوں کا شکریہ ادا کروں کہ جنہوں نے مزید تحقیقات بھی سیکرٹری آفس کے لئے انجام دی ہیں اور ان محترم اساتید کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جو اس تحقیق کو انجام دینے میں سیکرٹری آفس کی مدد کرتے رہے اور سیکرٹری آفس کے علمی تحقیقات کے مرکز کی عرق ریزیوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔



مقدمہ

اس کتاب میں ولی فقیہ کے امام کی طرف سے منصوب ہونے کے بارے میں نظریاتی اور علمی معنوں کی تحقیق کی گئی ہے۔ اس تحقیق کی اہمیت اسی لحاظ سے ہے کہ اگر ان معنوں کے جواب نہ دیے جائیں اور بغیر جواب کے رہ جائیں جیسا کہ کچھ لوگ اس کے دعویدار ہیں (کہ ان کے جواب نہیں ہیں) اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ نظریہ ولایت فقیہ ایک غیر منطقی اور تناقض پر مشتمل ہے۔ شوتا (مقام جعل میں) محال ہے تو مقام اثبات عمل میں اس نظریہ اور اس کی فروع کی ادله کے بارے میں گفتگو کی نوبت نہیں پہنچ سکے گی۔

ذکورہ نظریہ جو اسلامی جمہوریہ ایران کے بانی کا سیاسی نظریہ شمار ہوتا ہے، ان تین بنیادی مفہومیں سے تشکیل پایا ہے:

۳۔ فقیہ۔

۲۔ انقلاب۔

۱۔ ولایت۔

اس نظریہ سے متعلق سوالات کو ان تین مفہومیں میں سے کسی ایک سے مربوط سمجھا جاسکتا ہے۔ نظریہ ولایت فقیہ سے متعلق دیگر شہباد سے قطع نظر جو ادله ولایت فقیہ کو نشانہ بناتے ہیں: وہ تین قسم کی تقدیروں پر مشتمل ہیں:

- ۱۔ مفہوم ولایت سے متعلق تقدیمیں۔
- ۲۔ فقیہ کے امام کی طرف سے منصوب ہونے سے متعلق تقدیمیں۔

۳۔ مفہوم مقاہلہ کے بارے میں تنقیدیں۔

ان تنقیدوں کو تین جدا جداحصوں میں بیان کریں گے۔

پہلے باب میں مفہوم ولایت کے بارے میں مختلف شہروں اور تنقیدوں کا سامنا ہے۔

ولایت پر مشتمل نظام کا محقق نہ ہو پنا، ولایت و جمہوریت کا غیر معقول اور تناقش پر مشتمل ہونا، مولیٰ علیہ (جس پر حق سرپرست ہے) کی طرف سے ولی کے انتخاب کا غیر عقلی ہونا، ولایت کا بنسڑہ مالکیت ہونا، ان تمام کا مشترک نقطہ، ولایت پر مشتمل نظام کو غیر معقول سمجھنا ہے!

اس باب میں ان تنقیدی صورتوں کو تحقیق میں ذکر کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ان تمام سوالوں کا مشترک اور مرکزی نقطہ یہ ہے کہ مفہوم ولایت کی وضاحت کی جائے اور اگر ولایت قیومت (سرپرستی اور محوریت و منبع التصرف) کے معنی میں لی جائے تو مذکورہ بالاتفاقیہ قابل ذکر ہیں لیکن اگر ولایت کے نظریہ پر دوازوں نے ولایت کی کوئی اور تفسیر کی ہے تو ان تنقیدات کا اساسی بناء ہی ڈگنگا جائے گا۔

دوسری باب مفہوم انتساب کے بارے میں فکری اختلافات پر مشتمل ہے جس میں مفہوم انتساب کے بارے میں دو اہم ترین تنقیدیں ذکر کئی گئی ہیں۔ پہلی تنقید یہ ہے کہ اگر کسی حکومت کا شرعی ہونا۔ خدا کی طرف سے ہو اور وہی منصوب و معین کرے تو ایسا نظام اس موجودہ دنیا میں بشری منافع کے خلاف اور غیر معقول ہے کیونکہ اس میں صرف یک طرف حقوق بیان ہوئے ہیں اور ان میں عوام کا کوئی کردار بھی موثر نہیں ہوگا جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ایسا نظام آمریت و شہنشاہی تنقید غیر مستقل قرار پائے گا اور مگر انی ایسے نظام میں بے معنی ہو جائے گی جو کہ موجودہ جمہوری نظاموں کی بنیاد اور اقتدار کے لئے مفید تھیا رہا کی جاتی ہے لہذا اس کا اعتقاد تناقش و تضاد پیدا کرتا ہے۔

پس ان تنقیدوں کو ان کی ادل کی تحقیق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور ان کے آمریت و شہنشاہی نظام کے ڈھانچے کو نظام ولایت فقیہ کے ساتھ تقابل کیا ہے اور پھر ولایت فقیہ کے نظام میں مگر انی اور اس کے ممکن ہونے کی جامع تحقیق کو زیر قلم لائے ہیں۔

دوسری تنقید یہ ہے کہ ولایت فقیہ میں فقیہ کا الله کی طرف سے منصوب ہونا۔ تقریباً عام کی صورت میں ہے اور تقریباً عام مقام جعل میں حال ہے اور تناقش کا باعث ہے۔ لہذا ایسا فعل خداوند حکیم سے صاریحیں ہو سکتا اس کے علاوہ تقریباً عام کی اہم ترین مشکل فقیہ حکمران کی تعین کا طریقہ کا رہے اس مقام پر اس مشکل کے پس منظر کو بیان کیا ہے اور اس تنقید کی وضاحت میں بیان کی گئی مختلف